ارشاد باری تعالی ہے: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں، اور زبان اور ہونٹ نہیں بنائے، (البلد: ۸۔۹) یہ وہ نعمتیں ہیں جن پر غور کر کے اللہ تعالی کی بے مثال حکمت وقدرت اور صنعت وکاریگری کا نظارہ کیا جاسکتا ہے، زبان اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، جو ہمارے دل کے ارادوں اور آرزوؤں کو، درد وغم اور خوشی ومسرت کو الفاظ میں ڈھال کر ترجمانی کرتی ہے، یہ اللہ رب العالمین کا بے پایاں فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں قوت گویائی بخشی ہے، اس نعمت کی قدر وقیمت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب ہم کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہیں جو توانا وتندرست ہے، جسم کے سارے اعضاء سلامت ہیں، لیکن زبان کی قوت گویائی سے محروم کردیا گیا ہے، جو اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی نہیں کرسکتا، اس وقت تشکر وامتنان کے جذبے سے ہمارا دل بھر آتا ہے، اور اللہ تعالی کی اس عظیم نعمت کا سخت احساس ہوتا ہے، تمام اعضاء جسمانی میں زبان سب سے چھوٹی عضو ہے، مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں، تسبیح وتحمید میں، توبہ واستغفار میں، ذکر وعبادات میں، دعاء ومناجات میں بڑی اہمیت کی حامل ہے، یہ جسم کا وہ سریع العمل عضو ہے جو انسان کو بڑی تیزی کے ساتھ جنت سے جہنم کی طرف اور جہنم سے جنت کی طرف لے جاسکتی ہے، اسی کے ذریعہ کفر اور ایمان کا فرق واضح ہوتا ہے، سارے فضائل اور خوبیوں کے باوجود جب تک ایک شخص زبان سے شہادتین کا اقرار نہ کرے مسلمان نہیں کہلاسکتا،

لہذا نیکیوں اور بھلائیوں کے باب میں زبان خاص اہمیت کی حامل ہے، جس طرح زبان کے منافع بیشمار ہیں اسی طرح اس کی مضرتیں اور ہلاکت آفرینی بھی بہت زیادہ ہے، ایک آدمی جب اپنی زبان کو آزاد چھوڑ دیتا ہے تو وہ شیطان کا آلہ کار بن جاتی ہے، ہر طرح کے شر وفساد، جھوٹ وافتراء، طعن وتشنیع، گالی گلوچ، غیبت وچغلخوری، اور طرح طرح کی بداخلاقیوں کی آماجگاہ بن جاتی ہے، انسان اس قدر بے پروا ہوجاتا ہے کہ ہر کسی کے بارے میں علم وتحقیق کے بغیر، معاملات کو سمجھے اور جانے بغیر اس کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، پھر انسان کے نزدیک چھوٹے بڑے کی کوئی حیثیت رہ جاتی ہے، نہ اپنے علماء، ائمہ اور خادمین کتاب وسنت کی، معاشرتی وسماجی حیثیت سے ایک مسلمان مرد وعورت کا مزاج اس قدر بگڑ چکا ہے کہ ذرا سی کوئی بات کسی کے بارے میں سنا اسے بتنگڑ بنا کر لوگوں کی عزت وآبرو کو سرِ عام نیلام کرتا پھرتا ہے، یقیناً یہ بہت بڑا اخلاقی جرم ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: بندہ اللہ کی خوشنودی کا ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ اس کی کوئی پروانہیں کرتا، اللہ تعالی اس کلمہ کی وجہ سے اس کے درجات کو بلند کردیتا ہے، اور بعض دفعہ بندہ اللہ کی ناراضگی کا ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ اس کی کوئی پروانہیں کرتا، جس کی وجہ سے اللہ تعالی اسے جہنم میں پھینک دیتا ہے (صحیح بخاری: ۶۴۷۸)

دوسری حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا: لوگ جنت میں سب سے زیادہ کس وجہ سے داخل کئے جائیں گے؟ فرمایا: اللہ کا تقوی اور حسن اخلاق، پوچھا گیا جہنم میں لوگ سب سے زیادہ کس وجہ سے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو سوراخ، منہ اور شرمگاہ (صحیح الادب المفرد، ۲۲۲ حسن)

شیخ ابن بطال رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ان اعظم البلاء فی الدنیا لسانہ وفرجہ فمن وقی شرہما وقی اعظم الشر (فتح الباری) ,,**دنیا میں انسان کی زبان اور شرمگاہ ہی ساری بلاؤں اور مصیبتوں کی جڑ ہے، جو ان دونوں کے شر وفساد سے بچ جائے وہ بہت بڑی برائی سے بچ گیا،، امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب الجواب الکافی میں لکھتے ہیں: انسان کے لئے اکلِ حرام، ظلم، زنا، چوری، شراب نوشی اور حرام نگاہ سے بچنا اور اعضاء وجوارح کی حفاظت کرلینا آسان ہے، مگر زبان کی حفاظت بہت مشکل ہے (ص ۱۸۲)**

☆ امام غزالی رحمہ اللہ نے انسان کی زبان سے نکلنے والی گفتگو اور کلام کی چار قسمیں بیان کی ہیں: ہماری زبان سے نکلنے والی گفتگو یا تو مطلق طور پر ضرر رساں ہوتی ہے، یا تو مطلق نفع بخش، تیسری قسم جس میں نفع اور ضرر دونوں پہلو ہوتا ہے، اور کلام کی چوتھی قسم جو نقصاندہ ہے اور نہ ہی نفع بخش، کلام کی پہلی قسم جو خالص نقصاندہ ہے اس سے بچنا لازم ہے، اور جس میں نفع اور نقصان دونوں ہے اس کا نفع اگر نقصان پر غالب ہے تو کلام کرے ورنہ خاموش رہے، اور جو قسم نفع اور نقصان دونوں سے خالی ہے وہ فضول اور لایعنی گفتگو ہے جس میں وقت کا ضیاع ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہیے، اگر ان تینوں قسموں کی حفاظت کرلی جائے تو صرف خیر ہی خیر باقی رہ جاتا ہے جس میں انسان کو مشغول رہنا چاہیے (احیاء العلوم، ج ۳ ص ۱۴۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے حسنِ اسلام کیلئے ضروری ہے کہ لایعنی اور فضول چیزوں کو ترک کردے (صحیح ابن ماجہ: ۳۲۱۱) اپنے اقوال وافعال میں مشتبہ اور فضول چیزوں سے بچنے کا اہتمام کرنا آدمی کے کمال ایمان اور محاسنِ

اسلام سے ہے،

☆ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: انسان منہ سے کوئی بات نہیں نکال پاتا کہ اس کے پاس نگہبان موجود ہوتا ہے (ق: ۱۸) دوسری جگہ فرمایا: یقیناً تم پر نگہبان عزت والے، لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو جانتے ہیں (**الانفطار: ۱۰، ۱۱**) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک! بائیں جانب کا فرشتہ (جو بندے کے گناہ لکھنے پر متعین کیا گیا ہے) گناہ کرنے والے مسلمان کے گناہ کو لکھنے سے اپنے قلم کو چھ منٹ یا گھنٹہ تک روکے رکھتا ہے، اگر بندہ اس گناہ پر نادم ہوتا اور اللہ تعالی سے معافی طلب کرتا ہے تو اس کے گناہ (بغیر لکھے ہی) معاف کردیئے جاتے ہیں، ورنہ اس کا ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے (**صحیح الجامع، حسن: ۲۰۹۷**)

اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا کہ جب ہمارے اعمال واقوال کی اس حد تک نگرانی کی جارہی ہو تو ہمیں اپنی زبان کھولنے سے پہلے کتنا احتیاط برتنا چاہیے،، یہی وہ کتاب ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن کہا جائے گا

ایک اور مقام پر اللہ تعالی فرماتا ہے: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے، پس تو دیکھے گا کہ گنہگار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہورہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا (**الکہف: ۴۹**)

اس بات پر ہمارا کامل ایمان ویقین ہونا چاہیے کہ ہمیں اپنی ہر گفتگو کا جوابدہ ہونا پڑے گا، ہمارے سارے اعضاء وجوارح اللہ کے یہاں محاسب ہوں گے، ارشاد باری تعالی ہے: جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے (**الاسرا: ۳۶**)

☆ علماء نے کتاب وسنت کی روشنی میں زبان کی حفاظت کا یہ ضابطہ بیان کیا ہے کہ انسان خاموشی کو لازم پکڑے جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کی پاکیزہ تعلیم ہے: سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے (صحیح بخاری: ۶۰۱۸) امام نوویؒ ,,الاذکار

،، میں لکھتے ہیں: یہ حدیث نص صریح ہے اس باب میں کہ کسی بھی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ خیر وبھلائی کے سوا کوئی اور گفتگو کرے،:**وقال الامام الشافعی رحمه الله : اذا اراد الكلام فعليه ان يتفكر قبل كلامه ، فان ظهرت المصلحة تكلم وان شک لم يتكلم** (ص ۳۳۲) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب گفتگو کا ارادہ کرے تو کلام کرنے سے پہلے غور وفکر کرلے، اگر اس میں مصلحت ہے تو گفتگو کرے، ورنہ مت بولے،، دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ,,جو خاموش رہا کامیاب ہوا(صحیح الجامع: ۳۶۶۷) یہ نبی کریم ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے، جس میں بڑی حکمت موجود ہے، دینی اور دنیاوی حیثیت سے عقلمندی یہ ہے کہ بات چیت میں عجلت اور جلد بازی سے کام نہ لیا جائے، کسی بھی کلمے کو زبان سے نکالنے سے پہلے شرع کے میزان پر تول لے ،آیا یہ شرعی تقاضوں کے مطابق ہے یا نہیں، ورنہ خاموش رہنے میں نجات اور بہتری سمجھے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ان کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی، الا یہ کہ کوئی شخص پوشیدہ طور پر لوگوں کو صدقہ کرنے یا بھلے کام کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے، اور جو شخص ایسے کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرتا ہے تو ہم اسے بہت بڑا اجر عطا کریں گے (النساء:۱۱۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کسی سے گفتگو کرے پھر پلٹے تو وہ گفتگو اس شخص کے پاس امانت ہے(السلسلہ الصحیحہ :۱۰۹۰)اور امانت میں خیانت کرنا منافق کی پہچان ہے،

☆ سیدنا سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کو میں لازم پکڑ لوں، فرمایا: کہو میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر جم جاؤ، میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھ پر سب سے زیادہ کس بات سے خوف کھاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا: اسی سے،،(صحیح ابن ماجہ: ۳۲۰۸) اللہ کے نبی ﷺ کا اپنی زبان کو پکڑ کر بتانا گویا سخت حفاظت کرنے کی تاکید ہے،

☆ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردینے اور جہنم سے دور کردینے

والا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے، اور یہ اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالی آسان کر دے، (پھر آپ ﷺ نے اللہ کی خالص عبادت، شرک سے اجتناب، نماز، زکاۃ، روزہ، وغیرہ اور بہت سے اعمال خیر کا ذکر کرنے کے بعد) فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جس پر ان ساری نیکیوں کا دارومدار ہے، میں نے کہا ضرور! آپ نے زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اس کو اپنے اوپر روکے رکھو، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو گفتگو کرتے ہیں اس کا بھی مواخذہ ہوگا، آپ نے فرمایا: اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، لوگ اسی زبان ہی کی کمائی کے سبب اوندھے منہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے،(صحیح ترغیب : ۲۸۶۶) زبان کی شرانگیزی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انسان ساری نیکیوں کے باوجود کس طرح زبان کی بے اعتدالی کے سبب جہنم کا مستحق قرار پاتا ہے، آپ ﷺ سے کہا گیا: ایک عورت ہے، جو دن میں روزہ رکھتی اور رات میں تہجد پڑھتی ہے، صدقہ وخیرات کرتی اور دوسرے اعمال (خیر) انجام دیتی ہے، مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اندر کوئی خیر نہیں وہ جہنمی عورت ہے، لوگوں نے کہا: ایک عورت ایسی ہے جو صرف پنجوقتہ فرض نمازوں کا اہتمام کرتی ہے، زکاۃ دیتی ہے، اور کسی کو تکلیف نہیں دیتی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنتی عورت ہے(صحیح الادب المفرد: ۸۸)

اسی طرح سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول نجات کیسے ممکن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو، اور تمہارا گھر تمہیں کافی ہو، اور اپنی خطاؤں پر روؤ(صحیح الترغیب والترہیب: ۲۷۴۱) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کا حصہ (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کا حصہ (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری: ۶۴۷۴)

اللہ تعالی ہمیں زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے،

نعمت اور زحمت

البر فائونڈیشن

۱، ونجارا مینشن، گن پاؤڈر روڈ، مجگاؤں، ڈاکیارڈ روڈ، ممبئی ۱۰۔

موبائل: 9920955597 / 8898617140-91+

ای میل: albirr.foundation@gmail.com

ویب سائٹ: www.albirr.in